اخلاقِ مصطفیٰ
قرآن کی روشنی میں

کاوش: عبدہ المذنب سید کامران عطاری مدنی غفر اللہ لہ ما یجری منہ و ما مضی

افکارِ رضا ریسرچ سینٹر (اہلِ سنّت و جماعت)
AFKAR-E-RAZA RESEARCH CENTER

الدرُ الیتیم فی تفسیر الخُلُقِ العظیم

(خُلقِ عظیم کی تفسیر میں نایاب موتی)

المعروف بہ

اخلاقِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) قرآن کی روشنی میں

فہرست

پیشِ لفظ 4
اخلاقِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم) قرآن کی روشنی میں 7
خُلقِ عظیم کیوں کہا گیا؟ 8
توکل محض رب پر ہو 10
بڑے عہدے والوں کے لیے پیغام 10
سب انبیاء سے بڑھ کر اخلاق عطا ہوئے 10
بزمِ اخلاق کے مالک و بادشاہ 11
اسلام بھی خلقِ عظیم ہے 12
ایک سو سترہ اخلاق 12
اخلاق کی تعریف 13
اخلاق کی اقسام 14
انبیاء کے اخلاق 15
"کَانَ خُلُقُهُ الْقُرآن" کی تشریح 15
حُسنِ اخلاق پر حسین الفاظ و سند سے بہترین حدیث 20
اخلاق کے معنٰی میں چند اقوال 21
برائیوں کی جڑیں 22
اچھائیوں کی جڑیں 22
اخلاقِ مصطفی صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم پر متفرق احادیث 23
گھر والوں کے ساتھ حسنِ اخلاق 24
حسنِ اخلاق کی دعا 25
عوامی مجلس میں لوگوں سے حسنِ اخلاق کا مظاہرہ 25

بدوی سے حسنِ سلوک 28
بچوں پر شفقت 31
کمال عاجزی 31
حلقہ احباب کی خیریت 32
خوب صورت وخوب سیرت 32
نبی علیہ السلام کے کریمانہ اوصاف وعادات 33
سراپا عاجزی 35
ایک کلمہ تمام اچھائیوں پر غالب 36
بدکار خوش اخلاق سے ملنا 37
حکایت 37
حُسنِ اخلاق صالحین کی صفت 39
بہترین اخلاق کے فضائل وبرکات 39
حسنِ اخلاق سے درجات کی بلندی 40
میزان میں سب سے بھاری چیز 40
دس سال خدمت 41
تکلیف دینے والے سے بھی حسنِ اخلاق کا مظاہرہ 43
بچوں سے خوش طبعی 44
گھر والوں کا ہاتھ بٹانا 44
سب سے زیادہ مسکرانے والے 44
اخلاقِ کریمانہ کے عروج کی کوئی حد ہے؟ 45

پیشِ لفظ

الحمد للہ! ہم اللہ پاک کی حمد و ثناء بیان کرتے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے اور اس کے پیارے حبیب حضرت محمدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم پر درود و سلام بھیجتے ہیں، جنہیں اللہ پاک نے تمام انسانیت کے لیے ہدایت اور رحمت بنا کر بھیجا۔ نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی سیرتِ طیبہ اور ان کے اخلاقِ کریمانہ، قرآنِ مجید کی تعلیمات کا عملی نمونہ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں جو بلند، اخلاقی معیار قائم فرمایا، وہ رہتی دنیا تک نہ صرف مسلمانوں بلکہ کفار کے لیے بھی مشعلِ راہ ہے۔ اللہ پاک نے قرآنِ کریم میں نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے اخلاقِ حسنہ کی تعریف و توصیف اوران کو اپنانے کی ترغیب ارشاد فرمائی ہے اور انہیں ''خلقِ عظیم'' کا حامل قرار دیا۔

قرآن پاک کی روشنی میں اخلاقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا تذکرہ، اس امر کی وضاحت کرتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی زندگی قرآنِ کریم کی مکمل ترجمانی ہے۔ نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی سیرت کا ہر پہلو قرآن کے اصولوں اور احکامات کا عملی مظہر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے عدل و انصاف، صبر و تحمل، رحم دلی، عفو و درگزر، سخاوت، حلم، صدق وصفا اور دیگر بے شمار اعلیٰ اخلاقی صفات کا درس دیا اور ان صفات کو اپنی زندگی کا جزو بنا کر پیش فرمایا۔

سچ تو یہ ہے کہ جب حضور نبیِ مکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے اخلاقِ کریمانہ کی تعریف ربِّ کریم نے قرآن میں کر دی ہے اور اس کی تفسیر حضرت عائشہ صدیقہ رضی

اللہ عنہا نے قرآن سے تعبیر کرکے واضح کر دی ہے اور ان کی زندگی کو پوری انسانیت کے لیے بہترین نمونہ قرار دے دیا گیا ہے، تو اس سب کے بعد حضور علیہ السلام کی ظاہری حیاتِ طیبہ کی خوبصورتی اور آپ کے اخلاق کی وسعت وخوبیوں کے کمالات کا اندازہ کون لگا سکتا ہے! یقیناً ان گہرائیوں اور بلندیوں کا اندازہ لگانا ہم انسانوں کے بس کی بات نہیں۔ مگر اس کے باوجود حقیر سی کوشش کرتے ہوئے اس کتاب **"اخلاق مصطفیٰ** صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم **قرآن کی روشنی میں"** کے اندر حتی المقدور اس چیز کو سامنے لانے کی کوشش کی گئی ہے کہ کس طرح نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اپنی زندگی میں قرآنِ کریم کے عطا کردہ اخلاقِ حسنہ کو عملی جامہ پہنا کر امت کے لیے دنیاوآخرت میں نجات کا سامان پیدا کر دیا ہے۔

بفضلِ خدا، یہ کتاب مسلمانوں کے لیے ایک رہنما کتاب ہے جو قرآن پاک کی تعلیمات اور نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے اخلاقِ حسنہ کو سمجھنے اور اپنانے کے لیے راہنمائی فراہم کرتی ہے۔ اس کتاب کا مطالعہ ہمیں نہ صرف نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے اخلاقِ عالیہ سے آگاہ کرتا ہے بلکہ ان کو اپنی زندگی میں اپنانے کی ترغیب بھی دیتا ہے، تاکہ ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے نقشِ قدم پر چل کر دنیا و آخرت میں کامیابی حاصل کر سکیں۔

اس کتاب کی یہ خصوصیت ہے کہ اس میں خود سے کوئی اضافی بات کیے بغیر، محض تفاسیر قرآن، احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ، شارحینِ حدیث و علماءِ سیرت کے کلاموں کا نچوڑ اس انداز سے پیش کیا گیا ہے کہ یہ سب ایک جامع کتاب کی

صورت میں آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس کتاب کا مواد انہی ماخذ کا خلاصہ اور ترجمہ ہے۔ جس میں آیاتِ اخلاق کی تفسیر، معانی، اقوال، اخلاق کی تعریف و اقسام، سیرتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم میں اخلاق کی جھلکیاں اور دیگر حکایات و اقوال شامل ہیں۔ آخر میں اللہ پاک سے دعا ہے کہ وہ ہمیں قرآنِ کریم کی تعلیمات کو سمجھنے اور نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے اخلاقِ حسنہ کو اپنی زندگیوں میں اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین، بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم۔

اخلاقِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم) قرآن کی روشنی میں

بسم اللہ والحمد للہ والصلوۃ والسلام علی رسول اللہ

اما بعد:

نبیِ اکرم، رسولِ محتشم، حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے اخلاقِ کریمانہ کے متعلق اللہ پاک قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِیْمٍ﴾ ترجَمۂ کنز العرفان: اور بیشک تم عظیم اخلاق پر ہو۔[1]

اس آیت کی تفسیر میں علماء و مفسرین کے مختلف اقوال ہیں جن کا خلاصہ ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:

- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے اخلاق کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا اخلاق قرآن تھا۔[2]
- حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما اور امام مجاہد رحمۃُ اللہ علیہ فرماتے ہیں: خلقِ عظیم سے مراد دینِ عظیم ہے۔[3]
- حضرت امام حسن بصری رحمۃُ اللہ علیہ فرماتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا اخلاق قرآن کے (بیان کردہ) آداب تھے۔[4]

1... پ29، القلم:4

2... مسلم، ص374، حدیث:746

3... تفسیر بغوی، 5/130

4... تفسیر مظہری، 10/31

♣ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ (اخلاقِ عظیم) وہ باتیں ہیں جن پر آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اللہ پاک کے حکم کے مطابق عمل کرتے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی منع کردہ چیزوں سے اجتناب کرتے تھے۔[1]

خُلقِ عظیم کیوں کہا گیا؟

♣ حضرت جنید بغدادی رحمۃُ اللہ علیہ فرماتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے اخلاق کو عظیم اس لیے کہا گیا؛ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اللہ پاک کے سوا کسی اور چیز کی طرف توجہ نہ فرماتے تھے۔[2]

♣ حضرت واسطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے اخلاق کو عظیم اس لیے کہا گیا؛ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے حق کے بدلے میں دونوں جہانوں کو قربان کر دیا۔[3]

♣ اور ایک قول یہ ہے: آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے اخلاق عظیم اس لیے تھے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اپنے اخلاق کے ساتھ لوگوں کے درمیان رہتے تھے لیکن اپنے دل کے ساتھ ان سے جدا ہوتے تھے، یعنی ظاہری طور پر لوگوں کے ساتھ اور باطنی طور پر اللہ کے حضور حاضر رہتے تھے۔ اور بعض حکماء نے کسی شخص کو نصیحت کرتے ہوئے کہا: تمہیں لوگوں کے ساتھ اچھے

1... تفسیر خازن، 4/323

2... تفسیر ثعلبی، 10/9

3... تفسیر ثعلبی، 10/9

اخلاق اور اللہ کے حضور صدق و اخلاص کے ساتھ ہونا چاہیے۔[1]

- اور ایک قول یہ ہے: آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے اخلاق اس لیے عظیم کہلائے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اللہ پاک کے اِس حکم پر عمل کیا: ”اے محبوب معاف کرنا اختیار کرو“[2]
- اور ایک قول یہ ہے: آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے اخلاق اس لیے عظیم کہلائے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے مخلوقات اور جہانوں کو اللہ پاک کے مشاہدے کے بعد اپنی نظر میں چھوٹا سمجھا۔
- اور ایک قول یہ ہے: آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے اخلاق عظیم اس لیے کہلائے کیونکہ تمام مکرم اخلاق آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم میں جمع تھے۔[3]

1... تفسیر ابن عطیہ، 5/ 346

2... تفسیر خازن، 4/ 323

3...«تفسير الثعلبي = الكشف والبيان عن تفسير القرآن ط دار التفسير» (151/27):«قال ابن عباس ومجاهد: دين عظيم. وقال الحسن: كان خلقه آداب القرآن. وسئلت عائشة رضي الله عنها عن خلق رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت: كان خلقه القرآن وقال قتادة: هو ما كان يأتمر به من أمر الله عز وجل، وينتهي عما نهى الله سبحانه. وقال الجنيد: سمي خلقه عظيما لأنه لم يكن له همة لشيء سوى الله تعالى. قال الواسطي: لأنه جاد بالكونين عوضا عن الحق. وقيل: لأنه عاشرهم بخلقه وباينهم بقلبه، فكان ظاهره مع الخلق وباطنه مع الحق. وأوصى بعض الحكماء رجلا فقال: عليك بالخلق مع الخلق وبالصدق مع الحق. وقيل: لأنه امتثل تأديب الله تعالى إياه بقوله: {خذ العفو} الآية. وقيل: عظم خلقه حيث صغر (الخلق و) الأكوان في عينه بعد مشاهدة مكونها وقيل: سمي خلقه عظيما لاجتماع مكارم الأخلاق فيه»

تَوَکل محض رب پر ہو

♣ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے اخلاق کو عظیم اس لیے کہا گیا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے دونوں جہانوں (دنیا و آخرت) کو چھوڑ کر صرف اپنے خالق پر توکل کیا۔(1)

بڑے عہدے والوں کے لیے پیغام

♣ آپ کے اخلاق کو عظیم کہنے کی ایک وجہ یہ ہے کہ آپ اپنی قوم کی طرف سے جو کچھ برداشت کرتے ہیں، وہ آپ جیسے (عظیم) لوگوں کے لیے (عام طور پر) قابلِ برداشت نہیں ہوتا۔(2)

علاوہ ازیں علامہ سمعانی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں: ”یعنی یہ وہ اخلاق تھے جن کے ساتھ اللہ پاک نے آپ کو مؤدب کیا، اور ان کے متعلق قرآن نازل ہوا، جیسے لوگوں کے ساتھ احسان کرنا، معاف کرنا، درگزر کرنا، صلہ رحمی کرنا، انصاف دینا، نیکی کا حکم دینا، برائی سے روکنا اور اسی قسم کے دیگر اعمال۔(3)

سب انبیاء سے بڑھ کر اخلاق عطا ہوئے

اللہ پاک نے نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے اخلاق کو عظیم اس لیے فرمایا کیونکہ

1...«تفسير النسفي = مدارك التنزيل وحقائق التأويل» (519/3): «وإنما استعظم خلقه لأنه جاد بالكونين وتوكل على خالقهما»

2...«تفسير البيضاوي = أنوار التنزيل وأسرار التأويل» (233/5): «وَإِنَّكَ لَعَلى خُلُقٍ عَظِيمٍ إذ تتحمل من قومك ما لا يتحمل أمثالك»

3... تفسیر السمعانی، 6/18

اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے فرمایا: ”یہ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت کی تو تم انہیں کی راہ چلو“(1) اور یہ ہدایت جس کی پیروی کرنے کا اللہ نے حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو حکم دیا، وہ ہر نبی کے اس خاص خلق میں ان کی پیروی تھی جس کے ساتھ وہ نبی ممتاز تھا۔ گویا کہ ہر نبی کسی ایک خاص خلق کے ساتھ ممتاز تھا اور جب حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو ان سب کی پیروی کرنے کا حکم دیا گیا تو گویا آپ کو ان تمام متفرق اخلاق کو جمع کرنے کا حکم دیا گیا۔ اور چونکہ یہ ایک بلند درجہ تھا جو آپ سے پہلے کسی نبی کے لیے ممکن نہ ہوا، اس لیے اللہ نے آپ کے اخلاق کو عظیم قرار دیا۔

بزمِ اخلاق کے مالک و بادشاہ

اس میں ایک اور نکتہ یہ بھی ہے کہ اللہ پاک نے فرمایا: ﴿وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِیْمٍ﴾ بے شک آپ عظیم اخلاق پر ہیں۔ (اس آیت میں) لفظِ ”عَلٰی“ استعلاء (بلندی و غلبہ) کے لیے ہے، اس سے معلوم ہوا کہ آپ ان اخلاق پر غالب ہیں اور ان اخلاق کے مقابلے میں آپ ایسے ہیں جیسے مالک اپنے غلام کے مقابلے میں اور امیر اپنے ماتحت کے مقابلے میں ہوتا ہے۔(2)

1...پ7، الانعام: 90

2...«تفسير الرازي = مفاتيح الغيب أو التفسير الكبير» (30/ 601):«إنما وصف خلقه بأنه عظيم وذلک لأنه تعالى قال له: أولئک الذين هدى الله فبهداهم اقتده [الأنعام: 90] وهذا الهدى الذي أمر الله تعالى محمدا بالاقتداء به ليس هو معرفة الله لأن ذلک تقليد وهو غير لائق بالرسول، وليس هو الشرائع لأن شريعته مخالفة لشرائعهم فتعين أن يكون المراد منه أمر عليه الصلاة والسلام بأن يقتدي بكل واحد من الأنبياء المتقدمين فيما اختص به من الخلق الكريم، فكأن كل

اسلام بھی خلقِ عظیم ہے

سدی نے کہا: بے شک آپ عظیم اخلاق یعنی اسلام پر ہیں۔ یونہی زید بن اسلم نے کہا: آپ دینِ عظیم پر ہیں اور یہ وہ دین ہے جسے اللہ پاک نے اس امت کے لیے پسند فرمایا اور یہ اللہ پاک کے نزدیک تمام ادیان میں سب سے زیادہ محبوب دین ہے۔

ایک سو سترہ اخلاق

نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: بے شک اللہ پاک نے 117 اخلاق پیدا کیے ہیں، جو ان میں سے ایک کے ساتھ آئے گا، وہ جنت میں داخل ہو گا۔

اور آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: مجھے مبعوث کیا گیا تاکہ میں اخلاقی خوبیوں کو مکمل کروں۔(1)

واحد منهم كان مختصا بنوع واحد، فلما أمر محمد عليه الصلاة والسلام بأن يقتدي بالكل فكأنه أمر بمجموع ما كان متفرقا فيهم، ولما كان ذلك درجة عالية لم تتيسر لأحد من الأنبياء قبله، لا جرم وصف الله خلقه بأنه عظيم، وفيه دقيقة/أخرى وهي قوله: لعلى خلق عظيم وكلمة على للاستعلاء، فدل اللفظ على أنه مستعمل على هذه الأخلاق ومستول عليها، وأنه بالنسبة إلى هذه الأخلاق الجميلة كالمولى بالنسبة إلى العبد وكالأمير بالنسبة إلى المأمور»

(1)...«تفسير السمعاني» (18/6): «وقوله: {وإنك لعلى خلق عظيم} أي: على الخلق الذي أدبك الله به مما نزل به القرآن من الإحسان إلى الناس، والعفو، والتجاوز، وصلة الأرحام، وإعطاء النصفة، والأمر بالمعروف، والنهي عن المنكر، وما أشبه ذلك. وفي حديث سعد بن هشام أنه سأل عائشة رضي الله عنها عن خلق النبي فقالت: " كان خلقه القرآن ". أي: كان موافقا لما نزل به

اخلاق کی تعریف

اخلاق کی حقیقت وہ نفسانی قوتیں ہیں جو صاحبِ اخلاق کے لیے پسندیدہ اعمال اور پسندیدہ آداب پر عمل کرنا آسان بناتی ہیں، یہاں تک کہ یہ اس کی فطرت بن جاتی ہیں۔ حسنِ اخلاق میں بخل اور سختی سے بچنا، لوگوں کے ساتھ محبت اور حسنِ سلوک سے پیش آنا، لوگوں کے حقوق معاف کرنا اور حسنِ ادب کے ساتھ لوگوں سے ملنا جلنا شامل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم ان تمام اخلاقی خوبیوں کا مکمل نمونہ تھے، اسی لیے اللہ پاک نے آپ کے اخلاق کو عظیم کہا۔ (1)

القرآن.وفي رواية أنها قالت: " لم يكن رسول الله فحاشا ولا متفحشا، ولا يجزئ السيئة بمثلها، ولكن يعفوويصفح ".وقال السدي: وإنک لعلى خلق عظيم أي: على الإسلام.وقال زيدبن أسلم: على دين عظيم، وهوالدين الذي رضيه الله تعالى لهذه الأمة، وهوأحب الأديان إلى الله تعالى.وقد روى عن النبي أنه قال: "إن الله تعالى خلق مائة وسبعة عشر خلقا، فمن جاء بواحدة منها دخل الجنة ".وعنه أنه قال: "بعثت لأتمم مصالح»

❶...«تفسير الخازن لباب التأويل في معاني التنزيل» (323/4): وحقيقة الخلق قوى نفسانية يسهل على المتصف بها الإتيان بالأفعال الحميدة والآداب المرضية فيصير ذلک كالخلقة في صاحبه ويدخل في حسن الخلق التحرز من الشح والبخل والتشديد في المعاملات ويستعمل في حسن الخلق التحبب إلى الناس بالقول والفعل والبذل وحسن الأدب والمعاشرة بالمعروف مع الأقارب والأجانب والتساهل في جميع الأمور والتسامح بما يلزم من الحقوق وترک التقاطع والتهاجر واحتمال الأذى من الأعلى والأدنى مع طلاقة الوجه وإدامة البشر فهذه الخصال تجمع جميع محاسن الأخلاق ومكارم الأفعال ولقد كان جميع ذلک في رسول الله صلى الله عليه وسلم ولهذا وصفه الله تعالى بقوله وَإِنَّکَ لَعَلى خُلُقٍ عَظِيمٍ۔

حضرت علامہ علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "یہ ایک ایسی صفت ہے جو تمام اعلیٰ اخلاقی خصوصیات اور خوبصورت عادات کو شامل ہے۔ اللہ پاک نے فرمایا: ﴿وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِیْمٍ﴾ [1] اور اسی لیے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: "آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا اخلاق قرآن تھا"، یعنی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان تمام امور پر عمل پیرا تھے جن کا اللہ پاک نے حکم دیا تھا اور ان تمام امور سے بچتے تھے جن سے اللہ پاک نے روکا تھا۔ [2]

اخلاق کی اقسام

لغت میں "خُلق" کی حقیقت یہ ہے کہ یہ وہ آداب ہیں جنہیں انسان اپنے نفس پر اختیار کرتا ہے۔ اسے "خُلق" اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ یہ انسان کی فطرت کا حصہ بن جاتا ہے، جیسے وہ اس کی پیدائشی صفات ہوں۔ جہاں تک ان آداب کا تعلق ہے جو فطرتاً کسی میں موجود ہوں، انہیں "خیم" کہا جاتا ہے، لہٰذا "خُلق" وہ اخلاق ہیں جو کسی قدر محنت اور کوشش سے اپنائے جاتے ہیں، جبکہ "خیم" وہ اخلاق ہیں جو انسان کی فطری اور طبعی صفات کے طور پر موجود ہوتے ہیں۔ [3]

---

1 ...پ29، القلم:4

2 ...«مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح» (1/ 119):(قال: خلق حسن) بضم اللام، وتسكن، وهو صفة جامعة للخصال السنية والشمائل البهية، قال تعالى: {وإنک لعلى خلق عظيم}[القلم:4] ولذاقالت الصديقة رضي الله عنها: كان خلقه القرآن، أي يأتمر بما أمر الله تعالى فيه، وينتهي عمانهى الله عنه.

3 ...«تفسير الماوردي = النكت والعيون» (6/ 61):«وحقيقة الخُلق في اللغة هو ما يأخذ به

انبیاء کے اخلاق

تمام انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام عظیم اخلاق کے حامل تھے کیونکہ اللہ پاک نے انہیں جاہل اور بے وقوف قوموں کی طرف مبعوث کیا، جن کا دنیا کی طرف جھکاؤ، اس کی محبت اور اس میں رغبت زیادہ تھی۔ چنانچہ اللہ پاک نے ان کے لیے ایسے رسول بھیجے جو عظیم اخلاق کے مالک تھے تاکہ وہ ان اقوام کے ساتھ نرمی اور بُردباری سے پیش آئیں اور ان کی بدسلوکی کے باوجود ان سے معاملات کو بہتر طریقے سے انجام دے سکیں۔ اللہ پاک اس بات کو خوب جانتا ہے اور اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو عظیم اخلاق سے متصف فرمایا، جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا: "اور بے شک آپ عظیم اخلاق پر ہیں۔"(1)

"کَانَ خُلُقُهُ الْقُرآن" کی تشریح

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول "کَانَ خُلُقُهُ الْقُرآن" کی تشریح کرتے ہوئے امام غزالی رحمۃُ اللہ علیہ "احیاء العلوم" میں فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ

الإنسان نفسه من الآداب سمي خلقاً لأنه يصير كالخلقة فيه، فأما ما طبع عليه من الآداب فهو الخيم فيكون الخلق الطبع المتكلف، والخيم هو الطبع الغريزي»

(1)...«تفسير الماتريدي = تأويلات أهل السنة» (9/ 202): «كان جميع رسل الله - عليهم الصلاة والسلام - كراما؛ لأن الله - تعالى - كان بعثهم إلى قوم جهال سفهاء، كان لهم الركون إلى الدنيا، والميل إليها والرغبة فيها، فبعث إليهم كرام الخلق؛ ليداروا أولئك الأقوام، ويتهيأ لهم المعاملة لهم والتحمل منهم؛ لسوء ما كانوا يعاملونهم، والله أعلم بذلك؛ ولذلك وصف رسول الله صلى الله عليه وسلم بالخلق العظيم؛ حيث قال: (وإنك لعلى خلق عظيم)»

کہنا کہ ”آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اخلاق قرآن تھے“ کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اخلاق قرآن کی ان آیات کے مطابق تھے جن میں عمدہ اخلاق کی تعلیم دی گئی ہے اور برے اخلاق سے بچنے کی ہدایت کی گئی ہے، جیسا کہ اللہ پاک کے فرامین: **”اے محبوب معاف کرنا اختیار کرو“** اور **”اللہ پاک انصاف اور احسان کا حکم دیتا ہے“** اور **”جو تمہیں تکلیف پہنچے اس پر صبر کرو“** اور **”ان کو معاف کرو اور درگزر کرو“** اور **”برائی کو اس طریقے سے دفع کرو جو بہتر ہو“** اور **”غصہ پی جانے والے“** اور **”اے ایمان والو! بہت زیادہ گمان سے بچو“**۔

شیخ الاسلام شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃُ اللہ علیہ ”عوارف المعارف“ میں فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول ”کان خلقه القرآن“ ایک بہت بڑے راز کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ انسان کی فطرت میں حیوانیت، درندگی اور شیطانیت کے اثرات ہوتے ہیں، لیکن اللہ پاک نے اپنی عظیم عنایت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دل سے شیطان کا حصہ نکال دیا، جیسا کہ اللہ کریم نے فرمایا: ”کیا ہم نے تمہارا سینہ کھول نہیں دیا؟“ اور سینہ چاک کرنے کی حدیث میں بھی اس کا ذکر ہے۔ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاکیزہ نفس میں انسانی صفات کی کچھ باقیات رہ گئیں جو خلق کے لیے رحمت ہیں۔ ان باقیات کو قابو میں رکھنے کے لیے اللہ پاک نے ان کے مقابلے میں محکم آیات نازل کیں۔ اللہ پاک نے فرمایا: ”(اور کافر بولے) قرآن ان پر ایک ساتھ کیوں نہ اتار دیا ہم نے یونہی بتدریج اُسے اُتارا ہے کہ اس سے تمہارا دل مضبوط کریں۔

جب نبی صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کا پاکیزہ نفس غزوۂ احد میں دانت مبارک کے شہید ہونے پر متأثر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا: ”کیسے وہ لوگ کامیاب ہو سکتے ہیں جنھوں نے اپنے نبی کا چہرہ زخمی کیا؟“تو اللہ پاک نے یہ آیت نازل فرمائی: ”یہ بات تمہارے ہاتھ نہیں۔“ اس سے نبی صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے قلب مبارک پر صبر و تحمل کا غلبہ ہوا۔ جب قرآن کی آیات مختلف اخلاقی صفات کے ظہور پر نازل ہوتی رہیں تو نبی صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے اخلاق کو قرآن کے ساتھ جوڑ دیا گیا، تاکہ آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے اخلاق کو قرآن کہا جائے۔ اور اسی طرح یہ بھی مروی ہے: ”میں بھولتا ہوں تاکہ اُمت کے لیے سنت قائم ہو۔“ یہ امت کے نفوس کی تادیب، اصلاح اور رحمت کے لیے تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس قول ”کان خلقه القرآن“ کا ایک اور مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم اللہ پاک کے اخلاق (صفاتِ فعلیہ) کو اپنانے والے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس بات کو ادب اور شرم کے ساتھ ایک لطیف انداز میں بیان کیا، جو ان کے علم اور کمالِ ادب کا اظہار ہے۔ (1)

1...«شرح المشكاة للطيبي الكاشف عن حقائق السنن» (1219/4): «قوله: ((فإن خلق النبي الله القرآن)) في الإحياء: أرادت عائشة رضي الله عنها بقولها: ((كان خلقه القرآن)) مثل قوله تعالى {خذ العفو} الآية، وقوله تعالى: {إن الله يأمر بالعدل» والإحسان وإيتاء ذي القربى} وقوله تعالى: {واصبر علي ما أصابک} وقوله تعالى: {فاعف عنهم واصفح} وقوله تعالى: {ادفع بالتي هي أحسن} وقوله تعالى: {والكاظمين الغيظ} وقوله تعالى: {يا أيها الذين آمنوا اجتنبوا كثيراً من الظن} من الآيات الدالة علي تهذيب الأخلاق الذميمة، وتحصيل الأخلاق الحميدة. وقال شيخنا شيخ الإسلام في ((العوارف)): قوله رضي الله عنها: ((كان خلقه القرآن)) فيه سر كبير غامض،

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا **کے فرمان: "آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا اخلاق قرآن تھا" کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ آپ** صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم **نے قرآن کے آداب کو اپنایا اور اس کے اخلاق کو اختیار کیا۔ جس چیز کی قرآن نے تعریف کی، اس پر آپ راضی ہوتے تھے اور جس چیز کی قرآن نے مذمت کی، اس پر آپ ناراض ہوتے تھے۔**(1)

شیخ عبد الحق محدثِ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ **لکھتے ہیں: "آپ** صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم **کا اخلاق**

وذلک أن النفوس مجبولة علي طبائع وغرائز من البهيمية، والسبعية، والشيطنة، والله تعالي بعظيم عنايته نزع نصيب الشيطان منه صلوات الله عليه؛ لقوله تعالي: {ألم نشرح لک صدرک}، ولحديث انشراح الصدر، وبعد هذا النزع بقيت للنفس الزكية النبوية بقايا صفات البشرية رحمة للخلق، فاستمدت البقايا من الصفات، لظهورها فيه صلوات الله عليه تنزيل الآيات المحكمات بإزائها لقمعها تأديباً من الله ورحمة له خاصة، وللأمة عامة، موزعاً نزول الآيات علي الأيام والأوقات عند ظهور الصفات. قال الله تعالي: {لولا أنزل عليه القرآن جملة واحدة كذلک لنثبت به فؤادک} فلما تحركت النفس الشريفة عند كسر رباعيته وقال: ((وكيف يفلح قوم خضبوا وجه نبيهم)) فأنزل الله تعالي: {ليس لک من الأمر شيء} فاكتسى القلب لباس الاصطبار، فلما توزعت الآيات علي ظهور الصفات وصفت الأخلاق النبوية بالقرآن ليكون خلقه القرآن. وكذا ورد: ((أنا أنسى لأسن)) تأديباً لنفوس الأمة وتهذيباً ورحمة. ووجه آخر: أن قولها رضي الله عنها: ((كان خلقه القرآن)) إيماء إلي التخلق بأخلاق الله تعالي، فعبرت عن المعنى بقولها ذلک استحياء من سبحات الجلال، وستراً للحال بلطف المقال، وهذا من وفور علمها، وكمال أدبها.

1...«جامع العلوم والحكم» (ص 353): وسئلت عائشةُ عن خُلُقِ رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقالت: كان خُلُقُه القُرآن، «تعني: أنَّه كان تأدَّب بآدابه، وتخلَّق بأخلاقه، فما مدحه القرآن، كان فيه رضاه، وما ذمه القرآنُ، كان فيه سخطه»

قرآن تھا"۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جو بھی عظیم اخلاق اور عمدہ صفات قرآن میں بیان کی گئی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سب پر عمل پیرا تھے اور ان سے متصف تھے۔ بعض نے کہا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اخلاق قرآن میں مذکور ہے جیسا کہ اللہ کریم نے فرمایا: ﴿وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ﴾ [1] اور اس موضوع پر علماء کے اقوال ان کی کتابوں میں مذکور ہیں۔ [2]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ فرمانا کہ "آپ کا اخلاق قرآن تھا" کا مطلب یہ ہے کہ آپ قرآن کے احکام کی پیروی کرتے تھے اور جن باتوں سے قرآن نے روکا، ان سے پرہیز کرتے تھے۔ اور اس میں وہی بات ہے جس کی وضاحت ہم نے پہلے کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعرابیوں کو جواب دیا تھا جب انہوں نے پوچھا کہ بندے کو سب سے بہترین چیز کیا عطا کی گئی ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "حسن اخلاق"۔ اور ہم اللہ سے توفیق کی دعا کرتے ہیں۔ [3]

1...پ29، القلم: 4

2...«لمعات التنقيح في شرح مشكاة المصابيح» (370/3):«(كان خلقه القرآن)، والظاهر أن المراد: إن كل ما بين في القرآن من الأخلاق العظيمة والصفات الحميدة، كان رسول الله صلى الله عليه وسلم متخلقا متصفا بها، وقيل: المراد أن خلقه مذكور في القرآن في قوله تعالى: {وإنك لعلى خلق عظيم}[القلم:4]، وللقوم هنا كلمات مذكورة في كتبهم.»

3...«شرح مشكل الآثار» (264/11):«4433 - حدثنا أبو أمية، حدثنا روح بن عبادة، عن شعبة، حدثنا أبو إسحاق، قال: سمعت أبا عبد الله الجدلي، يقول: سألت أم المؤمنين عن خلق رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقالت: "لم يكن فاحشا، ولا متفحشا، ولا سخابا في الأسواق،

حُسنِ اخلاق پر حسین الفاظ و سند سے بہترین حدیث

ہمارے شیخ المشائخ، خاتم المحدثین اور آخر المجتہدین، علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃُ اللہ علیہ نے فرمایا:

حديث حسن رواه الحسن عن الحسن عن أبي الحسن عن جد الحسن «أن أحسن الحسن الخلق الحسن»

ترجمہ: یہ حدیث حسن ہے جسے حسن نے حسن سے، انہوں نے ابو الحسن سے اور

ولكن كان يعفو ويغفر" قال أبو جعفر: وهذه أحسن الصفات من الأخلاق التي هي السجية التي يكون عليها من تحمد سجيته» 4434 - وحدثنا محمد بن علي بن داود، حدثنا سليمان بن عبد الرحمن ابن ابنة شرحبيل، حدثني الحسن بن يحيى الخشني، حدثنا زيد بن واقد، عن بسر بن عبيد الله الحضرمي، عن أبي إدريس الخولاني، عن أبي الدرداء، رضي الله عنه، قال: سألت عائشة رضي الله عنها، عن خلق رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقالت: " كان خلقه القرآن: يرضى لرضاه، ويسخط لسخطه" وهذا أيضا أحسن ما يكون الناس عليه؛ لأنه لا شيء أحسن من آداب القرآن ومن ما دعا الله الناس فيه إليه، فكان رسول الله صلى الله عليه وسلم على ذلک غير خارج عنه إلى ما سواه۔ 4435 - وحدثنا الربيع بن سليمان المرادي، حدثنا أسد بن موسى، حدثنا المبارک بن فضالة، عن الحسن، عن سعد بن هشام، قال: أتيت عائشة، فقلت: يا أم المؤمنين، أخبريني بخلق رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقالت: " كان خلقه القرآن، أما تقرأ قول الله عز وجل: {وإنک لعلى خلق عظيم} [القلم:4] ؟" قلت: فإني أريد أن أتبتل، قالت: " فلا تفعل، أما تقرأ: {لقد كان لكم في رسول الله أسوة حسنة} [الأحزاب: 21] ؟ قد تزوج رسول الله صلى الله عليه وسلم وولد له" وكان قول عائشة: "كان خلقه القرآن"، أي: اتباع ما يأمره به القرآن، وترک ما ينهاه عنه، وفي ذلک ما قد شد ما تقدم منا فيما تأولنا عليه جواب رسول الله صلى الله عليه وسلم للأعراب حين سألوه: ما خير ما أعطي العبد؟ بقوله: " خلق حسن"، والله نسأله التوفيق

انہوں نے حسن کے نانا سے روایت کیا ہے: بہترین حُسن، حُسنِ اخلاق ہے۔[1]

اخلاق کے معنیٰ میں چند اقوال

❶☆ بعض محققین نے فرمایا کہ اچھا اخلاق چہرے پر مسکراہٹ کے ساتھ، سخاوت کرنے اور تکلیف نہ پہنچانے میں ہے۔ اور جو شخص اللہ کریم کی معرفت میں مضبوط ہو، وہ جھگڑتا نہیں اور نہ ہی دوسروں کو جھگڑنے دیتا ہے۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ صوفی نہ تو جھگڑتا ہے اور نہ ہی جھگڑنے دیتا ہے، یا پھر خوشی اور غم میں لوگوں کو راضی رکھنا ہے۔

❷: حضرت سَہل رحمۃُ اللہ علیہ نے فرمایا: اچھا اخلاق یہ ہے کہ برداشت کرنا، بدلہ نہ لینا، ظالم پر رحم کرنا، اس کے لیے استغفار کرنا اور اس کے ساتھ شفقت کا برتاؤ کرنا۔

❸☆ حقیقت یہ ہے کہ عرفان والوں کے نزدیک وحی کے نور اور دل کے وجدان کے ذریعے یہ بات عیاں ہو چکی ہے کہ انسان ایک لطیف نورانی جوہر ہے جو عالمِ امر سے تعلق رکھتا ہے اور یہ فرشتوں کی پاکیزہ جوہری خصوصیات سے مشابہت رکھتا ہے، اس کی دو قوتیں ہیں، جن کی تکمیل پر انسان کامیاب ہوتا ہے اور ان کے بگاڑ کی وجہ سے وہ ناکام ہوتا ہے۔ ایک قوت عقلی ہے، جو موجودات کی حقیقتوں کو ان کی انواع اور اجناس کے ساتھ سمجھتی ہے اور اس کے ذریعے انہیں پیدا کرنے والے کی معرفت

---

❶...«سرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح» (119/1): وذكر شيخ مشايخنا خاتمة المحدثين وآخر المجتهدين جلال الدين السيوطي: إنه حديث حسن. رواه الحسن عن الحسن عن أبي الحسن عن جد الحسن («أن أحسن الحسن الخلق الحسن»).

حاصل کرتی ہے۔ دوسری قوت عملی ہے، جو نفع بخش چیز کو نفع بخش سمجھتی ہے اور اس کی طرف مائل ہوتی ہے اور نقصان دہ چیز کو نقصان دہ سمجھتی ہے اور اس سے نفرت کرتی ہے۔ یہ قوتیں معاشرتی امور سے متعلق ہیں جو نسل کی بقاء اور جسم کی تکمیل کے لیے ضروری ہیں۔ اسی لیے فرمایا گیا: "لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق کے ساتھ برتاؤ کرو۔"

4 ☆ یا پھر یہ فضیلت کے اوصاف اور باطنی حالات ہیں جو اچھے اخلاق ہیں۔

5 ☆ یا اچھے اخلاق نفس کو برائیوں سے پاک کرنے میں ہیں۔

برائیوں کی جڑیں

ان برائیوں کی جڑیں دس ہیں: کھانا، بات چیت، غصہ، حسد، بخل، مال کی محبت، شہرت، تکبر، خود پسندی اور ریاکاری۔

6 ☆ یا پھر اسے فضائل یعنی اچھائیوں سے مزین کرنے میں ہے۔

اچھائیوں کی جڑیں

اچھائیوں کی جڑیں دس ہیں: توبہ، خوف، زہد، صبر، شکر، اخلاص، توکل، محبت، قضا پر راضی ہونا اور موت کو یاد رکھنا۔

7 ☆ اخلاق وہ عادت ہے جس کے ذریعے اعمال بغیر کسی سوچ و بچار کے آسانی سے نفس سے صادر ہوتے ہیں اور یہ دو اقسام پر مشتمل ہے: ایک فضیلت جو وسط میں ہوتی ہے اور دوسری رذیلت جو اس کے اطراف میں ہوتی ہے۔ اسی لیے اللہ پاک نے

فرمایا: ﴿وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ﴾۔ (1)

اخلاقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم پر متفرق احادیث

ابو عبد اللہ الجدلی کہتے ہیں: میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے اخلاق کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: ”آپ نہ فحش گو تھے، نہ فحش گوئی کرنے والے اور نہ بازاروں میں شور مچانے والے تھے، بلکہ

1...«مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح» (119/1): وقال بعض المحققين: الخلق الحسن هو بسط المسمى بالمحيا، وبذل الندى والعطاء، وكف الأذى، وألا يخاصم لشدة معرفته بالله تعالى؛ ولذا قيل: الصوفي لا يخاصم ولا يخاصم، أو إرضاء الخلق في السراء والضراء. وقال سهل: أدناه الاحتمال وترك المكافأة، والرحمة للظالم، والاستغفار له، والشفقة عليه، والتحقيق أنه قد لاح وبان عند أرباب العرفان بطوالع الوحي، ولوائح الوجدان أن الإنسان جوهر لطف نوراني من عالم الأمر، شبيه بالجواهر القدسية الملكوتية، وله قوتان يحظى بكمالهما ويشقى بسبب اختلالهما؛ قوة عاقلة تدرك حقائق الموجودات بأجناسها وأنواعها، وتنتقل منها إلى معرفة من اشتغل بإبداعها، وعاملة تدرك النافع نافعا فتميل إليه والضار مضرا فتنفر عنه، وذلك أمور معاشية تتعلق بحفظ النوع وكمال البدن؛ ولذا ورد " خالق الناس بخلق حسن، أو ملكات فاضلة وأحوال باطنة هي الخلق الحسن، وهو إما تزكية النفس عن الرذائل، وأصولها عشرة: الطعام، والكلام، والغضب، والحسد، والبخل، وحب المال، والجاه، والكبر، والعجب، والرياء، أو تحليتها بالفضائل، وأمهاتها عشرة: التوبة، والخوف، والزهد، والصبر، والشكر، والإخلاص، والتوكل، والمحبة، والرضا بالقضاء، وذكر الموت، والخلق ملكة تصدر بها الأفعال عن النفس بسهولة من غير سبق روية، وتنقسم إلى فضيلة، هي الوسط، ورذيلة وهي الأطراف؛ ولذا قال تعالى: {وإنك لعلى خلق عظيم} [القلم:4].

آپ معاف کرنے والے اور درگزر کرنے والے تھے۔"

امام ابو جعفر کہتے ہیں: یہ وہ بہترین صفات ہیں جو اخلاق کی فطرت میں شامل ہوتی ہیں اور جس شخص کی فطرت میں یہ صفات ہوں، اس کی فطرت کی تحسین کی جاتی ہے۔

حضرت سعد بن ہشام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور کہا: "اے ام المؤمنین! مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے اخلاق کے بارے میں بتائیں۔" حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: "آپ کا اخلاق قرآن تھا۔ کیا آپ نے اللہ کا یہ فرمان نہیں پڑھا؟ ﴿وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِیْمٍ﴾"[1] یعنی "بے شک آپ عظیم اخلاق پر ہیں۔" حضرت سعد بن ہشام رضی اللہ عنہ نے کہا: "میں دنیا سے کنارہ کشی اختیار کرنا چاہتا ہوں۔" حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: "ایسا نہ کرو۔ کیا تم نے اللہ کا یہ فرمان نہیں پڑھا؟ ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾[2] یعنی "یقیناً رسول اللہ میں تمہارے لیے بہترین نمونہ ہے۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے شادی کی اور ان کے ہاں اولاد بھی ہوئی۔"[3]

گھر والوں کے ساتھ حسنِ اخلاق

حضرت عمرہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

1... پ29، القلم:4

2... پ21، الأحزاب:21

3... صحیح مسلم، 794، حدیث:1739

سے پوچھا: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اپنی بیویوں کے ساتھ خلوت میں ہوتے تھے تو کیسے ہوتے تھے؟“ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: ”آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عام انسانوں کی طرح تھے، لیکن آپ سب سے زیادہ کرم کرنے والے، سب سے زیادہ حسنِ اخلاق والے اور سب سے نرم خو تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنسی مزاح کرنے والے اور خوش مزاج تھے۔“(1)

حسنِ اخلاق کی دعا

ابن سعد نے حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرض کیا: ”اے اللہ! جیسے تُو نے میری خلقت کو خوبصورت بنایا ہے، اسی طرح میرے اخلاق کو بھی خوبصورت بنادے۔“(2)

عوامی مجلس میں لوگوں سے حسنِ اخلاق کا مظاہرہ

مسلم اور حارث بن ابی اسامہ نے معاویہ بن حکم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا: ”جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز میں تھا، تو لوگوں میں سے ایک شخص نے چھینکا۔ میں نے کہا: ”یَرْحَمُكَ اللّٰہُ“ (اللہ تم پر رحم کرے)، تو لوگوں نے مجھے تعجب سے دیکھا۔ میں نے پھر کہا: ”یَرْحَمُكَ اللّٰہُ“، تو لوگوں نے مجھے

---

(1)...جمع الجوامع المعروف بـ«الجامع الكبير» (23/284):«99/673 - "عن عمرة قالت: سألت عائشة: كيف كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا خلا مع نسائه؟ قالت: كان كالرجل من رجالكم، إنه كان أكرم الناس، وأحسن الناس، وألين الناس، ضحاكا بساما"»

(2)...«سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد» (6/7): وروى ابن سعد عن ابن مسعود رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «اللهم كما حسّنت خلقي فحسّن خلقي»

پھر سے تعجب سے دیکھا۔ میں نے کہا:"وَيْلَكَ، مَا لَهُمْ يَنْظُرُونَ إِلَيَّ؟" (افسوس، یہ لوگ کیوں مجھے دیکھ رہے ہیں؟)۔ لوگوں نے اپنے ہاتھوں کو اپنی رانوں پر مارا، تو جب میں نے دیکھا کہ وہ مجھے خاموش ہونے کا اشارہ کر رہے ہیں، تو میں خاموش ہو گیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے، تو انہوں نے مجھے بلایا۔ (معاویہ بن حکم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ) اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہتر کوئی معلم نہیں دیکھا نہ پہلے، نہ بعد میں۔ اللہ کی قسم، انہوں نے مجھے نہ مارا، نہ گالی دی، نہ ڈانٹا، بلکہ کہا:"تمہاری یہ نماز لوگوں کے کلام کے لئے موزوں نہیں ہے، بلکہ نماز میں صرف تسبیح، تکبیر اور قرآن کی تلاوت ہونی چاہئے۔"[1]

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک نوجوان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور کہا: یارسول اللہ(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! مجھے زنا کی اجازت دے دیجیے۔ لوگوں کی آوازیں بلند ہو گئیں اور کہا:"رک جاؤ!" تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:"کیا تم اس (زنا) کو اپنی ماں کے لیے پسند کرو گے؟" اس نے

1...«سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد» (8/7): وروى مسلم والحارث بن أبي أسامة عن معاوية بن الحكم رضي الله تعالى عنه قال: بينا أنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في الصلاة إذ عطس رجل من القوم فقلت: يرحمك الله، فحدّقني القوم بأبصارهم، قال: فقلت: يرحمك الله، فحدّقني القوم بأبصارهم، قال: قلت: وثكل أماه، ما لهم ينظرون إليّ، قال: فضرب القوم بأيديهم على أفخاذهم قال: فلمّا رأيتهم يسكّتوني سكتّ، فلما سلم رسول الله صلى الله عليه وسلم من صلاته دعاني، فبأبي هو وأمي، ما رأيت معلما قبله، ولا بعده أحسن تعليما منه، والله ما ضربني، ولا سبّني، ولا نهرني، ولكن قال: «إن صلاتك هذه لا يصلح فيها شيء من كلام الناس، إنما هي التسبيح والتكبير وتلاوة القرآن» رواه مسلم

کہا: ”نہیں،“ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: ”اسی طرح لوگ اپنی ماؤں کے لیے اسے پسند نہیں کرتے“۔ ”کیا تم اسے اپنی بہن کے لیے پسند کرو گے؟“ اس نے کہا: ”نہیں،“ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: ”اسی طرح لوگ اپنی بہنوں کے لیے اسے پسند نہیں کرتے“۔ ”کیا تم اسے اپنی پھوپھی کے لیے پسند کرو گے؟“ اس نے کہا: ”نہیں،“ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: ”اسی طرح لوگ اپنی پھوپھیوں کے لیے اسے پسند نہیں کرتے“۔ ”لہٰذا جو چیز تم اپنے لیے ناپسند کرتے ہو، وہ دوسروں کے لیے بھی ناپسند کرو اور جو چیز تم اپنے لیے پسند کرتے ہو، وہ دوسروں کے لیے بھی پسند کرو۔“ اور پھر حدیث کا ذکر کیا۔ اسے ابو نعیم نے روایت کیا ہے۔[1]

ابو یعلیٰ نے عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے خطبہ دیتے ہوئے کہا: ”اللہ کی قسم، ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی صحبت سفر اور حضر دونوں میں پائی۔ آپ ہمارے مریضوں کی عیادت کرتے، ہمارے جنازوں کو رخصت کرتے، ہمارے ساتھ چلتے اور ہمیں تھوڑے اور زیادہ دونوں چیزوں میں تسلی دیتے۔“[2]

1...«سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد» (8/7): وعن أبي أمامة رضي الله تعالى عنه قال: أتى رسول الله صلى الله عليه وسلم غلام شاب فقال: يا رسول الله ايذن لي في الزنا، فصاح الناس وقالوا: مه، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «أتحبّه لأمّك؟» فقال: لا، قال: «وكذلك الناس لا يحبونه لأمهاتهم، أتحبه لأختك؟ قال: لا، قال: «وكذلك الناس لا يحبونه لأخواتهم، قال: أتحبه لعمتك؟» قال: لا، قال: «وكذلك الناس لا يحبونه لعماتهم، فاكره لهم ما تكره لنفسك، وأحبّ لهم ما تحب لنفسك» وذكر الحديث رواه أبو نعيم

2...«سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد» (9/7): «وروى أبو يعلى عن عثمان رضي الله تعالى عنه أنه كان يخطب فقال: أما والله قد صحبنا رسول الله صلى الله عليه وسلم في السفر

بدوی سے حسنِ سلوک

امام شافعی، امام احمد، بخاری اور چاروں ائمہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک بدوی مسجد میں آیا اور جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم مسجد مین تشریف فرما تھے۔ اس نے دو رکعت نماز پڑھی اور کہا: "اے اللہ، مجھ پر اور محمد صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم پر رحم فرما اور ہمارے ساتھ کسی پر رحم نہ کرنا۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: "تم نے بہت تنگ دل بات کی ہے۔" پھر بدوی نے مسجد کے کنارے پر پیشاب کر دیا، تو لوگوں نے فوراً اس کی طرف بڑھنا شروع کیا، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے انہیں روکا اور کہا: "اسے مکمل کرنے دو۔" جب اس نے اپنی حاجت پوری کر لی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: "تمہیں آسان کرنے والا بھیجا گیا ہے، نہ کہ مشکل بنانے والا۔ سکھاؤ اور آسانی پیدا کرو، نہ کہ سختی۔" پھر فرمایا: "اس پر پانی کا چھڑکاؤ کرو۔" ابنِ ماجہ نے مزید کہا: بدوی نے بعد میں سمجھنے کے بعد کہا: "میرے والد اور والدہ آپ پر قربان، رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے میرے پاس آکر مجھے ملامت نہیں کی۔" پھر آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: "یہ مسجد پیشاب کرنے کی جگہ نہیں ہے، یہ تو اللہ کے ذکر اور نماز کے لیے بنائی گئی ہے۔"[1]

والحضر، وكان يعود مرضانا، ويشيع جنائزنا ويغدو معنا، ويواسينا بالقليل والكثير»

1...«سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد» (10/7): وروى الإمامان والشافعي وأحمد والبخاري والأربعة عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه «أن أعرابياً دخل المسجد، ورسول الله صلى الله عليه وسلم جالس، فصلى ركعتين فقال: اللهم ارحمني ومحمدا، ولا ترحم معنا أحدا، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «لقد تحجّرت واسعا»، ثم لم يلبث أن بال في ناحية المسجد،

ابو شیخ اور ابو الحسن بن ضحاک نے بھی اس کے بارے میں روایت کیا ہے کہ ایک بدوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس آیا اور کسی چیز میں مدد طلب کی اور کہا: ”اے محمد، مجھے دے دو، کیونکہ تم مجھے اپنے مال یا اپنے والد کے مال سے نہیں دیتے۔“ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اسے کچھ دیا، پھر فرمایا: ”کیا میں نے تم پر احسان کیا؟“ بدوی نے جواب دیا: ”نہیں، تم نے احسان نہیں کیا اور نہ ہی حسن سلوک کیا۔“ اس پر مسلمانوں نے ناراضی ظاہر کی اور بدوی کی طرف بڑھنے لگے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اشارہ کیا کہ وہ رک جائیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے گھر گئے اور بدوی کو بلایا اور اسے کچھ اور دیا، پھر فرمایا: ”کیا تم راضی ہو؟“ بدوی نے کہا: ”نہیں،“ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اسے مزید کچھ دیا اور کہا: ”کیا تم راضی ہو؟“ بدوی نے کہا: ”ہاں، میں راضی ہوں۔“ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ”تم ہمارے پاس آئے، ہم نے تمہیں دیا، تم نے جو کچھ کہا، مسلمانوں کے دلوں میں اس سے کچھ بوجھ رہا۔ اگر چاہو تو ان کے سامنے وہی بات کہو جو تم نے میرے سامنے کہی تھی، تاکہ ان کے دلوں سے بوجھ ختم ہو جائے۔“ بدوی نے کہا: ”ہاں،“ پھر صبح یا شام کو آیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ”یہ تمہارے ساتھی ضرورت مند تھے تو انہوں نے ہم سے سوال کیا، ہم نے اسے کچھ دیا، اس نے کہا کہ وہ

فأسرع الناس إليه، فنهاهم رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال: «تزرموه»، فقضى حاجته، حتى فرغ من بوله وقال: «إنّما بعثتم ميسّرين، ولم تبعثوا معسّرين، علموا، ويسروا، ولا تعسروا، صبّوا عليه سجلا من ماء» زاد ابن ماجة: فقال الأعرابي بعد أن فقه: فقام إليّ بأبي وأمي صلى الله عليه وسلم، فلم يؤنّب فقال: إن هذا المسجد لا يبال فيه، إنما بني لذكر الله تعالى وللصلاة

راضی ہے، کیا یہی صحیح ہے؟" بدوی نے کہا: "جی ہاں، اللہ تمہیں تمہاری قوم اور خاندان کے لیے بہتر بدلہ دے۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میرے اور تمہارے درمیان کی مثال ایسی ہے جیسے ایک آدمی کے پاس ایک اونٹ تھا جو بھاگ گیا، لوگوں نے اس کا پیچھا کیا، جس سے اونٹ مزید بھاگنے لگا۔ تو اونٹ کے مالک نے کہا: "میرے اور میرے اونٹ کے درمیان راستہ خالی چھوڑ دو، میں اس کے ساتھ نرمی سے پیش آؤں گا۔" مالک نے اونٹ کے سامنے سے راستہ بنایا اور اس کے لیے کھیتوں سے کچھ گھاس لیا، جس سے اونٹ واپس آیا اور آرام کیا، پھر اس کا بوجھ باندھ دیا گیا اور وہ سوار ہو گیا۔ میں نے بھی یہی کیا، اگر تمہیں بدوی کی بات پر چھوڑ دیتا اور اس کا قتل کروا دیتا تو وہ دوزخ میں جاتا، مگر میں اسے دیتا رہا یہاں تک کہ وہ باز آگیا۔"[1]

1...«سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد» (11/7):وروى أبو الشيخ وأبو الحسن بن الضحاک عنه أيضاً قال: جاء أعرابي إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم يستعينه في شيء فقال: يا محمد أعطني، فإنک لا تعطيني من مالک، ولا من مال أبيک. فأعطاه شيئاً، ثم قال: «أحسنت إليک؟» قال لا ولا أجملت، فغضب المسلمون، وقاموا إليه، فأشار إليهم أن كفّوا، ثم قام فدخل منزله، ثم أرسل إلى الأعرابي فدعاه إلى البيت، فأعطاه شيئا، فقال: «أرضيت؟» فقال: لا، ثم أعطاه أيضا، فقال: «أرضيت؟» فقال: نعم، نرضى، فقال: «إنک جئتنا، فسألتنا، فأعطيناک، فقلت ما قلت، وفي أنفس المسلمين شيء من ذلک، فإن أحببت فقل بين أيديهم ما قلت بين يدي، حتى يذهب عن صدورهم ما فيها»، قال: نعم، فلما كان الغداة أو العشيّ جاء، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «إن صاحبكم هذا كان جائعا فسألنا، فأعطيناه، فزعم أنه رضي، أكذلک؟» فقال الأعرابي: «أي نعم، فجزاک الله تعالى عن أهل وعشيرة خيرا» فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «ألا إن مثلي ومثلكم كمثل رجل كانت له ناقة فشردت عليه، فأتّبعها الناس، فلم يزيدوها إلا نفورا، فناداهم صاحب الناقة: خلّوا بيني وبين ناقتي، فأنا أرفق بها، فتوجه لها صاحبها بين

بچوں پر شفقت

امام احمد نے تمام بن العباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم عبد اللہ، عبید اللہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہم کے دیگر بچوں کو صف بنا کر کھڑا کرتے تھے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم فرمایا کرتے تھے:"جو مجھ تک سب سے پہلے پہنچے گا، اسے یہ اور یہ ملے گا۔" چنانچہ بچے اس اعلان کے سننے کے بعد دوڑ پڑتے اور آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی پیٹھ اور سینے پر گر جاتے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم انہیں بوسہ دیتے اور گلے لگاتے۔"(1)

کمال عاجزی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا:"رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم سے زیادہ کسی کا اخلاق بہتر نہ تھا۔ جب بھی آپ کے کسی صحابی یا اہلِ بیت میں سے کوئی آپ کو بلاتا تو آپ فرماتے:"لبّیک" (میں حاضر ہوں)۔ اسی وجہ سے اللہ پاک نے یہ آیت نازل فرمائی:"اور بے شک آپ عظیم اخلاق کے مالک ہیں۔(2)

يديها، فأخذلها من قمام الأرض، فجاءت واستناخت، فشد عليها رحلها، واستوى عليها، وأنا لو تركتكم حين قال الرجل ما قال فقتلتموه دخل النار، فمازلت حتى فعلت ما فعلت۔

(1)...«سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد»(12/7): وروى الإمام أحمد عن تمّام بن العباس رضي الله تعالى عنهما قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصفّ عبد الله وعبيد الله وكثيرا أبناء العباس رضي الله تعالى عنهم، قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: «من سبق إليّ فله كذا وكذا وقال فيستبقون إليه، فيقعون على ظهره وصدره فيقبّلهم ويلتزمهم»

(2)...«سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد» (7/ 12):«وروى ابن مردويه، وأبو نعيم،

حلقہ احباب کی خیریت

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم جب اپنے کسی صحابی کو تین دن تک نہ دیکھتے تو اس کے بارے میں دریافت فرماتے۔ اگر وہ غائب ہوتا تو اس کے لیے دعا کرتے، اگر وہ موجود ہوتا تو اس سے ملاقات کرتے اور اگر وہ بیمار ہوتا تو اس کی عیادت فرماتے۔[1]

خوب صورت وخوب سیرت

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سب سے خوبصورت چہرے والے اور سب سے بہتر اخلاق والے تھے، نہ وہ بہت لمبے تھے اور نہ ہی بہت چھوٹے تھے۔“[2]

والواحدي عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت: ما كان أحد أحسن خلقا من رسول الله صلى الله عليه وسلم، ما دعاه أحد من أصحابه، ولا من أهل بيته إلا قال: لبّيک، فلذلک أنزل الله تعالى: وَإِنَّکَ لَعَلى خُلُقٍ عَظِيمٍ»

❶...«سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد» (12/7): «وروى أبو الشيخ عن أنس رضي الله تعالى عنه قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا فقد رجلا من أصحابه ثلاثة أيام سأل عنه، فإن كان غائبا دعا له، وإن كان شاهدا زاره، وإن كان مريضا عاده [(3)]»

❷...«شرح السنة للبغوي» (13/ 234): 3663 - أخبرنا عبد الواحد بن أحمد المليحي، أنا أحمد بن عبد الله النعيمي، أنا محمد بن يوسف، نا محمد بن إسماعيل، نا أحمد بن سعيد أبو عبد الله، نا إسحاق بن منصور، نا إبراهيم بن يوسف، عن أبيه، عن أبي إسحاق، قال: سمعت البراء، يقول: «كان رسول الله صلى الله عليه وسلم أحسن الناس وجها، وأحسنه خلقا، ليس بالطويل البائن، ولا بالقصير»

الغرض یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی خوبیوں اور حسنِ خلق کی تعریف کو سمجھنے کے لیے کافی ہے کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کا خلق قرآن ہے، تو قرآن ہر فضیلت کو جمع کرتا ہے، اس کی ترغیب دیتا ہے اور ہر نقص اور برائی کو بیان کرتا ہے اور اس سے منع کرتا ہے۔ (1)

نبی علیہ السلام کے کریمانہ اوصاف وعادات

اللہ پاک نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کو بے شمار اعلیٰ صفات و اخلاقی خوبیوں سے نوازا، جیسے کہ حیا، کرم، معاف کرنے کی عادت اور بہترین وعدہ نبھانے کی خصوصیت، جس کی مثل کسی اور کو نہیں دی گئی۔ اور پھر اللہ پاک نے آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے فضائل میں سے کسی اور چیز کی ایسی تعریف نہیں کی جیسی حسنِ خلق کی تعریف کی ہے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کا ذکر کرتے ہوئے کہا کرتے تھے کہ وہ اولادِ آدم میں سب سے معزز اور اللہ کے نزدیک سب سے عظیم نبی ہیں۔ انہیں دنیا کی تمام چابیاں پیش کی گئیں، لیکن انہوں نے اللہ پاک کے قرب کو ترجیح دی۔ وہ زمین پر بیٹھ کر کھانا تناول کیا کرتے تھے اور فرماتے: "میں بھی اللہ کا بندہ (خاص) ہوں، جیسے عام لوگ کھاتے ہیں تو میں بھی کھاتا ہوں" اور کبھی بھی تکیے یا دستر خوان پر نہ بیٹھتے۔

---

1 ...«سراج الملوک» (ص 145): «وحسبک بهذا القول منقبة للرسول صلى الله عليه وسلم وتعريفاً لک بحسن الخلق، وإذا كان خلق النبي صلى الله عليه وسلم القرآن فالقرآن يجمع كل فضيلة ويحث عليها، وينهي عن كل نقيصة ورذيلة ويوضحها ويبينها»

وہ جَو کی بغیر چھنی روٹی کھاتے اور ککڑی کو کھجور کے ساتھ کھاتے اور فرماتے: ”یہ سردی اس کی گرمی کو بجھاتی ہے۔“ انہیں سب سے زیادہ پسندیدہ کھانا گوشت تھا اور وہ فرماتے: ”یہ سننے کی قوت کو بڑھاتا ہے اور اگر میں اپنے رب سے ہر روز اس کا سوال کروں تو وہ مجھے دے گا۔“ انہیں کدو شریف پسند تھا اور کہتے: ”اے عائشہ! جب تم ہانڈی پکاؤ تو اس میں زیادہ کدو ڈالنا، کیونکہ یہ غمگین دل کو سکون عطا کرتا ہے۔“ وہ اثمد سرمہ لگایا کرتے تھے اور اپنے سفر میں ہمیشہ تیل کی شیشی، سرمہ، آئینہ، کنگھا اور سوئی رکھتے اور خود اپنے کپڑے سی لیتے۔ وہ بغیر قہقہہ کے مسکراتے تھے اور مباح کھیل کود کو بھی ملاحظہ فرمالیتے اور اس سے منع نہ فرماتے۔ وہ اپنی ازواج کے ساتھ بھاگ دوڑ بھی کر لیتے تھے؛ چنانچہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام کے ساتھ دوڑ لگائی، تو میں آگے بڑھ گئی اور پھر جب میرا وزن زیادہ ہو گیا، تو میں نے پھر حضور علیہ السلام کے ساتھ دوڑ لگائی، تو اب حضور علیہ السلام مجھ سے آگے تشریف لے گئے اور پھر انہوں نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر ارشاد فرمایا: ”یہ اس کے بدلے میں ہے (جو تم پہلے آگے بڑھ گئی تھی۔)“ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس غلام اور باندیاں تھیں اور وہ ان کے ساتھ کھانے، پینے اور لباس میں فرق نہیں کرتے تھے۔ وہ اُمّی (یعنی بے پڑھے ہر چیز کے عالم) تھے، وہ (عام کتابیں) نہ پڑھتے اور نہ لکھتے تھے اور دیہات و صحرا میں ماں، باپ سے جدائی کی حالت میں پرورش پائی۔ اللہ پاک نے انہیں تمام بہترین اخلاق سکھائے اور وہ سب سے زیادہ فصیح اور شیرین زبان والے تھے۔ وہ کہا کرتے: ”میں سب عربوں میں سب سے زیادہ فصیح ہوں۔“

سراپا عاجزی

نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے پیوند شدہ لباس پہنا، کھردرا لباس استعمال کیا، اپنے جوتے خود مرمت کیے، گدھے پر بغیر کجاوے کے سوار ہوتے، ردیف (گھڑسوار کے پیچھے بیٹھنے والے) بن جاتے، سادہ کھانا بغیر چھنے کھاتے، تین دن متواتر گندم کی روٹی سے سیر نہیں ہوئے یہاں تک کہ اللہ سے ملاقات کی۔ جو انہیں بلاتا، وہ فوراً جواب دیتے، جو ان سے ہاتھ ملاتا، وہ کبھی اپنے ہاتھ کو پہلے نہیں کھینچتے، بلکہ دوسرا اپنا ہاتھ خود پیچھے کر لیتا تھا۔ وہ بیماروں کی عیادت کرتے، جنازوں کے پیچھے چلتے، غریبوں کے ساتھ بیٹھتے۔ وہ سب سے زیادہ اللہ کا خوف رکھنے والے، اللہ کی راہ میں سب سے زیادہ مشقت برداشت کرنے والے تھے، اللہ کے حکم کی پیروی میں سب سے زیادہ کوشش کرنے والے تھے اور کسی کی ملامت سے نہیں ڈرتے تھے۔ ان کے صدقے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ معاف ہو چکے تھے۔[1]

1...«المستطرف في كل فن مستظرف» (ص126): فخص الله تعالى نبيه صلى الله عليه وسلم من كريم الطباع ومحاسن الأخلاق، من الحياء والكرم والصفح وحسن العهد بما لم يؤته غيره، ثم ما أثنى الله تعالى عليه بشيء من فضائله بمثل ما أثنى عليه بحسن الخلق،۔۔۔ وكان الحسن رضي الله عنه إذا ذكر رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: أكرم ولد آدم على الله عز وجل وأعظم الأنبياء عليهم الصلاة والسلام منزلة عند الله، أتي بمفاتيح الدنيا فاختار ما عند الله تعالى، وكان يأكل على الأرض ويجلس على الأرض ويقول: «إنما أنا عبد آكل كما يأكل العبد، وأجلس كما يجلس العبد»، ولا يأكل متكئا ولا على خوان، وكان يأكل خبز الشعير غير منخول، وكان يأكل القثاء بالرطب ويقول: «برد هذا يطفىء حر هذا»، وكان أحب الطعام إليه اللحم، ويقول: «هذا يزيد في السمع، ولو سألت ربي أن يطعمنيه كل يوم لفعل»، وكان يحب الدباء، ويقول: «يا عائشة إذا

ایک کلمہ تمام اچھائیوں پر غالب

حضرت ابراہیم بن عباس نے کہا: اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک کلمہ کو لوگوں کی تمام بھلائیوں کے ساتھ تولا جائے تو وہ کلمہ غالب آجائے گا اور وہ کلمہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان ہے: "یقیناً تم لوگوں کو اپنے مال سے راضی نہیں کر سکتے، لہٰذا انہیں اپنے اخلاق سے راضی کرو۔" اور ایک دوسری روایت میں ہے: "لہٰذا انہیں خوش اخلاقی اور مسکراتے چہرے کے ساتھ راضی کرو۔"(1)

طبختم قدرا، فأكثروا فيه من الدباء، فإنها تشد قلب الحزين»، وكان يقول: «إذا طبختم الدباء فأكثروا من مرقها»، وكان يكتحل بالإثمد «3» ولا يفارقه في سفره قارورة الدهن والكحل والمرآة والمشط والإبرة يخيط ثوبه بيده، وكان يضحك من غير قهقهة ويرى اللعب المباح ولا ينكره، وكان يسابق أهله؛ قالت عائشة رضي الله عنها سابقته، فسبقته، فلما كثر لحمي سابقته فسبقني فضرب بكتفي وقال: «هذه بتلك»، وكان له عبيد وإماء لا يرتفع على أحد منهم في مأكل ولا مشرب ولا ملبس وهو أمي لا يقرأ ولا يكتب، نشأ في بلاد الجهل والصحارى يتيما لا أب له ولا أم، فعلمه الله تعالى جميع محاسن الأخلاق، وكان أفصح الناس منطقا وأحلاهم كلاما، وكان يقول: «أنا أفصح العرب». كان يلبس المرقع والصوف ويرقع ثوبه ويخصف نعله ويركب الحمار بلا إكاف ويردف خلفه، ويأكل الخشن من الطعام وما شبع قط من خبز بر ثلاثة أيام متوالية حتى لقي الله تعالى. من دعاه لبّاه «4» ومن صافحه لم يرفع يده حتى يكون هو الذي يرفعها، يعود المريض «5» ويتبع الجنائز ويجالس الفقراء أعظم الناس من الله مخافة وأتعبهم لله عز وجل بدنا، وأجدّهم في أمر الله، لا تأخذه في الله لومة لائم، قد غفر له ما تقدم من ذنبه وما تأخر.

(1)...«المستطرف في كل فن مستظرف» (ص 127): وقال إبراهيم بن عباس: لو وزنت كلمة رسول الله صلى الله عليه وسلم بمحاسن الناس لرجحت، وهي قوله عليه الصلاة والسلام: «إنكم لن تسعوا الناس بأموالكم فسعوهم بأخلاقكم»، وفي رواية أخرى فسعوهم ببسط الوجه

بدکار خوش اخلاق سے ملنا

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میرے لیے یہ زیادہ پسندیدہ ہے کہ مجھے کوئی بدکار شخص ملے جو خوش اخلاق ہو، اس کے مقابلے میں کہ مجھے کوئی عبادت گزار ملے جو بد اخلاق ہو، کیونکہ بدکار اگر خوش اخلاق ہو تو لوگوں پر آسانی پیدا کرتا ہے اور لوگ اسے پسند کرتے ہیں، جبکہ عبادت گزار اگر بد اخلاق ہو تو لوگ اسے ناپسند کرتے ہیں۔[1]

یہ قول اخلاق کی اہمیت اور خوش اخلاقی کی فضیلت پر زور دیتا ہے، چاہے آدمی کا عمل کیسا ہی کیوں نہ ہو۔

حکایت

قاضی یحییٰ بن اکثم نے کہا: ایک رات میں مأمون کے پاس سو رہا تھا۔ تو مأمون کو پیاس لگی، لیکن اس نے غلام کو آواز دینے سے گریز کیا تاکہ میری نیند میں خلل نہ آئے۔ میں نے دیکھا کہ وہ آہستہ آہستہ اپنی انگلیوں کے سروں پر چلتا ہوا پانی کے برتن کے مقام تک گیا اور اس مقام اور برتنوں کے درمیان تقریباً تین سو قدم کا فاصلہ تھا۔ اس نے برتن سے پانی پیا، پھر واپس اپنی انگلیوں کے سروں پر چلتا ہوا آیا تاکہ

والخلق الحسن۔

1...«المستطرف في كل فن مستظرف"(صفحه 127):"وقال الفضيل: لأن يصحبني فاجر حسن الخلق أحب إليّ من أن يصحبني عابد سيء الخلق، لأن الفاجر إذا حسن خلقه خف على الناس وأحبوه، والعابد إذا اساء خلقه مقتوه۔"

میری نیند خراب نہ ہو۔ جب وہ میرے بستر کے قریب پہنچا تو وہ چند قدم خوفزدہ ہو کر چلا تاکہ مجھے جگا نہ دے اور پھر اپنے بستر پر لیٹ گیا۔

رات کے آخر میں جب وہ بیت الخلاء کے لیے اُٹھا، وہ رات کے ابتدائی اور آخری حصے میں نماز کے لیے اُٹھا کرتا تھا۔ وہ کافی دیر تک بیٹھا رہا، چاہتا تھا کہ میں حرکت کروں تاکہ وہ غلام کو آواز دے سکے۔ جب میں نے حرکت کی تو وہ فوراً کھڑا ہو گیا اور غلام کو بلایا اور نماز کے لیے تیار ہوا۔ پھر وہ میرے پاس آیا اور مجھ سے کہا: "اے ابو محمد، تم نے رات کیسے گزاری اور تمہاری نیند کیسی رہی؟" میں نے جواب دیا: "اے امیر المؤمنین! اللہ پاک آپ کی حفاظت کرے، میری رات بہترین گزری۔" مأمون نے کہا: "میں نماز کے لیے اٹھا تھا، لیکن میں نے غلام کو بلانے سے پرہیز کیا تاکہ تمہیں تکلیف نہ ہو۔" میں نے کہا: "اے امیر المؤمنین! اللہ پاک نے آپ کو انبیاء کے اخلاق سے نوازا ہے اور آپ کو ان کی سیرت عطا کی ہے۔ اللہ پاک آپ کو اس نعمت کی برکت دے اور آپ پر اس نعمت کو مکمل کرے۔" اس پر مأمون نے مجھے ایک ہزار دینار دینے کا حکم دیا، جو میں لے کر واپس چلا گیا۔"(1)

---

(1)...«المستطرف في كل فن مستظرف» (ص129):«ومن محاسن الأخلاق ما حكي عن القاضي يحيى بن أكثم قال: كنت نائما ذات ليلة عند المأمون، فعطش، فامتنع أن يصيح بغلام يسقيه، وأنا نائم، فينغص عليّ نومي، فرأيته وقد قام يمشي على أطراف أصابعه حتى أتى موضع الماء وبينه وبين المكان الذي فيه الكيزان نحو من ثلاثمائة خطوة، فأخذ منها كوزا، فشرب، ثم رجع يمشي على أطراف أصابعه حتى قرب من الفراش الذي أنا عليه، فخطا خطوات خائف لئلا ينبهني حتى صار إلى فراشه، ثم رأيته آخر الليل قام يبول، وكان يقوم في أول الليل وآخره، فقعد طويلا

حُسنِ اخلاق صالحین کی صفت

نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: ”تم میں سب سے بہتر وہ ہیں جن کے اخلاق بہترین ہیں۔“ اور مسلم کی ایک روایت میں آیا ہے: ”تم میں سب سے اچھے اخلاق والے۔“ اور حسنِ اخلاق کا مطلب یہ ہے کہ اچھے اوصاف کو اختیار کرنا اور برے اوصاف کو چھوڑ دینا اور یہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام رضی اللہ عنہم کی صفت ہے۔[1]

بہترین اخلاق کے فضائل وبرکات

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: ”بے شک اللہ نے مجھے اخلاق کی تکمیل اور اعمال کی خوبصورتی کے لیے مبعوث فرمایا۔“[2]

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی

يحاول أن أتحرك فيصيح بالغلام، فلما تحركت وثب قائما وصاح يا غلام، وتأهب للصلاة. ثم جاءني، فقال لي: كيف أصبحت يا أبا محمد، وكيف كان مبيتك؟قلت: خير مبيت جعلني الله فداك يا أمير المؤمنين، قال:لقد استيقظت للصلاة، فكرهت أن أصيح بالغلام، فأزعجك، فقلت يا أمير المؤمنين قد خصك الله تعالى بأخلاق الأنبياء، وأحب لك سيرتهم، فهنّاك الله تعالى بهذه النعمة، وأتمها عليك، فأمر لي بألف دينار، فأخذتها وانصرفت»"

1...«عمدة القاري شرح صحيح البخاري»(112/16):«قوله: (أحسنكم أخلاقا)، وفي رواية مسلم: (أحاسنكم)، وحسن الخلق اختيار الفضائل فيه وترك الرذائل، وهو صفة الأنبياء، عليهم الصلاة والسلام، والأولياء، رضي الله تعالى عنهم»

2... مجمع الزوائد، 8/363، حدیث: 13684

اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے بھلائی اور گناہ کے بارے میں پوچھا، تو آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا:"بھلائی حسن اخلاق میں ہے اور گناہ وہ ہے جو تمہارے دل میں کھٹکے اور تمہیں یہ برا لگے کہ لوگ اسے جان لیں۔"(1)

حسنِ اخلاق سے درجات کی بلندی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا:"بے شک مؤمن اپنے حسنِ اخلاق کی وجہ سے قیام اللیل اور روزہ رکھنے والے کے درجے کو پالیتا ہے۔" اسے ابو داود نے روایت کیا ہے۔(2)

اسی طرح، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا:"لوگوں میں سب سے مکمل ایمان والے وہ ہیں جن کے اخلاق سب سے بہتر ہوں اور جو اپنے اہل کے ساتھ سب سے زیادہ نرم دل ہوں۔"(3)

میزان میں سب سے بھاری چیز

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا:"قیامت کے دن مؤمن کے میزان میں سب سے بھاری چیز حسن اخلاق ہو گی اور اللہ پاک بے حیاء اور بد زبان شخص کو ناپسند فرماتا ہے۔"(4)

1... ترمذی، 4/173، حدیث:2396

2... سنن ابی داؤد، 4/332، حدیث:4797

3... سنن ترمذی، 4/278، حدیث:2621

4... ترمذی، 3/404، حدیث:2009

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ”بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ محبوب اور قیامت کے دن میرے قریب ترین مجلس والے وہ ہیں جو تم میں اخلاق کے لحاظ سے سب سے بہتر ہوں۔[1]

دس سال خدمت

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دس سال خدمت کی، اللہ کی قسم! آپ نے کبھی مجھے ”اُف“ نہیں کہا اور کبھی کسی چیز کے بارے میں نہیں فرمایا کہ ”تم نے یہ کیوں کیا؟“ یا ”ایسا کیوں نہیں کیا؟“[2] ترمذی کی روایت میں اضافہ ہے: ”اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لوگوں میں سب سے بہترین اخلاق والے تھے، میں نے کبھی ریشم یا کوئی اور نرم چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہاتھ سے زیادہ نرم نہیں پائی اور نہ کبھی کوئی خوشبو یا عطر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پسینے سے زیادہ خوشبودار پایا۔“

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس جب کوئی غلام یا لونڈی آتی تو وہ آپ کا ہاتھ پکڑ کر جہاں چاہتی لے جاتی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اگر مدعو کیے جاتے تو دعوت کو قبول کرتے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب کسی سے مصافحہ کرتے تو اس وقت تک اپنا ہاتھ نہ کھینچتے جب تک دوسرا شخص اپنا ہاتھ نہ

1... ترمذی، 3/409، حدیث: 2025

2... مسلم، ص907، حدیث: 2309

کھینچ لیتا اور جب کسی سے گفتگو کرتے تو اپنا چہرہ اس وقت تک نہ موڑتے جب تک وہ شخص خود نہ موڑ لیتا۔ آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے کبھی بھی اپنے سامنے بیٹھے ہوئے کسی شخص کے سامنے اپنے گھٹنے نہیں بڑھائے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کو کبھی دو چیزوں میں سے ایک کا انتخاب کرنا ہوتا تو آپ ہمیشہ آسان چیز کو اختیار کرتے، بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہو۔ اور اگر وہ گناہ ہوتا تو آپ سب سے زیادہ اس سے دور رہتے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے کبھی اپنی ذات کے لیے بدلہ نہیں لیا، مگر جب اللہ کی حرمت پامال کی جاتی تو آپ اس پر بدلہ لیتے۔ مسلم کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے کبھی اپنے ہاتھ سے کسی کو نہیں مارا، نہ کسی عورت کو، نہ کسی خادم کو، مگر جب اللہ کے راستے میں جہاد کرتے۔ (1)

1...«تفسير الخازن لباب التأويل في معاني التنزيل» (323/4): عن أنس رضي الله عنه قال «خدمت النبي صلى الله عليه وسلم عشر سنين والله ما قال لي أف قط ولا قال لشيء لم فعلت كذا وهلا فعلت كذا» زاد الترمذي «وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم من أحسن الناس خلقا وما مسست خزا قط ولا حريرا ولا شيئا كان ألين من كف رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا شممت مسكا قط ولا عطرا كان أطيب من عرق رسول الله صلى الله عليه وسلم»، (خ) عنه قال «إن كانت الأمة لتأخذ بيد رسول الله صلى الله عليه وسلم فتنطلق به حيث شاءت» زاد في رواية «ويجيب إذا دعي» وعنه قال «كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا استقبله الرجل فصافحه لا ينزع يده من يده حتى يكون الرجل ينزع يده ولا يصرف وجهه حتى يكون الرجل هو الذي يصرفه ولم ير مقدما ركبتيه بين يدي جليس له» أخرجه الترمذي، (ق) عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت «ما خير رسول الله صلى الله عليه وسلم بين أمرين قط إلا اختار أيسرهما ما لم يكن إثما فإن كان إثما كان

تکلیف دینے والے سے بھی حسنِ اخلاق کا مظاہرہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا اور آپ پر ایک نجرانی چادر تھی جس کا کنارہ بہت موٹا تھا، اتنے میں ایک اعرابی آیا اور اس نے چادر کو اتنی زور سے کھینچا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے کندھے پر نشان دیکھ لیا۔ پھر اس اعرابی نے کہا: ”اے محمد! اللہ کا جو مال آپ کے پاس ہے اس میں سے مجھے دینے کا حکم کریں۔“ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم اس کی طرف متوجہ ہوئے اور مسکرا دیے اور اسے کچھ عطا کرنے کا حکم دیا۔[1]

أبعد الناس منه وما انتقم رسول الله صلى الله عليه وسلم لنفسه في شيء قط إلا أن تنتهك حرمة الله فينتقم»، زاد مسلم عنها «وما ضرب رسول الله صلى الله عليه وسلم شيئا قط بيده ولا امرأة ولا خادما إلا أن يجاهد في سبيل الله تعالى» (ق) عن أنس قال «كنت أمشي مع رسول الله صلى الله عليه وسلم وعليه برد نجراني غليظ الحاشية فأدركه أعرابي فجبذه جبذة شديدة حتى نظرت إلى صفحة عاتق رسول الله صلى الله عليه وسلم قد أثرت بها حاشية البرد من شدة جبذته ثم قال يا محمد مر لي من مال الله الذي عندك فالتفت إليه رسول الله صلى الله عليه وسلم وضحك وأمر له بعطاء»، (ق) عنه رضي الله عنه قال «كان رسول الله صلى الله عليه وسلم أحسن الناس خلقا وكان لي أخ يقال له أبو عمير وكان فطيما كان إذا جاءنا قال يا أبا عمير ما فعل النغير لنغير كان يلعب به» النغير طائر صغير يشبه العصفور إلا أنه أحمر المنقار (م) عن الأسود قال «سألت عائشة ما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يفعل في بيته؟ قالت: كان يكون في مهنة أهله فإذا حضرت الصلاة يتوضأ ويخرج إلى الصلاة» المهنة الخدمة عن عبد الله بن الحارث بن جزء قال «ما رأيت أحدا أكثر تبسما من رسول الله صلى الله عليه وسلم» أخرجه الترمذي.

1 ...بخاری، 4/124، حدیث: 6088

بچوں سے خوش طبعی

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ بہترین اخلاق والے تھے۔ میرا ایک بھائی تھا جس کا نام ابو عمیر تھا، وہ دودھ چھڑانے کے مرحلے میں تھا۔ جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ہمارے پاس آتے تو فرماتے: "اے ابو عمیر! نغیر (ایک چھوٹا پرندہ) کیا کر رہا ہے؟ نغیر کے ساتھ ابو عمیر کھیلا کرتے تھے"[1] (نغیر ایک چھوٹا پرندہ ہے جو چڑیا کی طرح ہوتا ہے، مگر اس کی چونچ سرخ ہوتی ہے۔)

گھر والوں کا ہاتھ بٹانا

حضرت اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم گھر میں کیا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: "آپ اپنے اہلِ خانہ کی خدمت میں مصروف رہتے تھے اور جب نماز کا وقت آتا تو وضو کر کے نماز کے لیے تشریف لے جاتے تھے۔[2]

سب سے زیادہ مسکرانے والے

حضرت عبد اللہ بن حارث بن جزء سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے زیادہ کسی کو مسکراتا ہوا نہیں دیکھا۔[3]

1... مسلم، ص1185، حدیث:2150

2... بخاری، 1/241، حدیث:676

3... ترمذی، 5/542

اخلاقِ کریمانہ کے عروج کی کوئی حد ہے؟

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں فرمایا: ”یقیناً آپ عظیم اخلاق پر فائز ہیں۔“ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ”آپ کا اخلاق قرآن تھا“ اور یہ قرآن کی اس آیت کی وضاحت ہے۔ کیا آپ اس بات کا تصور کرسکتے ہیں کہ یہ آیت اور سیدہ عائشہ کی تفسیر کس قدر وسیع ہے؟ قرآن کو پوری طرح سمجھنا ہمارے لیے ممکن نہیں، ہم اللہ ہی کی طرف رجوع لاتے ہیں اور اس سے معافی مانگتے ہیں۔[1]

اس سے معلوم ہوا کہ جس طرح قرآن کے معانی لامحدود ہیں ایسے ہی اخلاقِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمالات لامحدود ہیں اور ان جزئیات کو شمار کرنا انسانوں کے بس کی بات نہیں۔ پھر جو عمدہ اخلاق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں موجود تھے، وہ کسب اور ریاضت سے حاصل نہیں ہوئے تھے، بلکہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فطرت میں الٰہی فیض اور رحمانی امداد کی وجہ سے موجود تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی روشنی ہمیشہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب مبارک میں چمکتی رہی یہاں تک کہ اللہ پاک نے آپ

1...«المواهب اللدنية بالمنح المحمدية» (المقدمة/ 11): إن الله سبحانه وتعالى يقول عنه- صلوات الله وسلامه عليه-: وَإِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيمٍ. وما كانت كلمة السيدة عائشة- رضوان الله عليها-: «كان خلقه القرآن» إلا تفسيرا لما أشارت إليه الآية القرآنية الكريمة، أيمكنك أن تتصور المدى الذى تبلغه الآية الكريمة، وتفسير السيدة عائشة لها؟ أيتأتى لك أن تحيط بالقرآن، أستغفر الله وأتوب إليه.

صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو عظیم ترین مقام اور مکمل کمال تک پہنچادیا۔ (1)

اللہ پاک سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو پیارے آقا، محمدِ مصطفی، احمدِ مجتبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے اخلاقِ کریمانہ کا صدقہ عطا فرما کر ہمارے اخلاق اچھے کر دے، آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم۔

والحمدللہ رب العالمین وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقه و نور عرشه محمد وعلی آله و صحبه اجمعین

1...«فيض القدير» (170/5): «وبذلك عرف أن كمالات خلقه لا تتناهى كما أن معاني القرآن لا تتناهى وأن التعرض لحصر جزئياتها غير مقدور للبشر ثم ما انطوى عليه من جميل الأخلاق لم يكن باكتساب ورياضة وإنما كان في أصل خلقته بالجود الإلهي والإمداد الرحمني الذي لم تزل تشرق أنواره في قلبه إلى أن وصل لأعظم غاية وأتم نهاية»

سید کامران عطاری مدنی
کے چند مزید رسالے

1 63 حکایات و واقعات 2 تہجد گزاروں کے واقعات 3 ارشاداتِ اعلیٰ حضرت
4 تفسیر صراط الجنان سے ماخوذ حکایات و واقعات
5 تفسیر صراط الجنان سے ماخوذ فتاوی رضویہ کی عبارات
6 آیتِ درود اور شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
7 لقمۂ حرام کی تباہ کاریاں 8 حضرت حاتم اصم کے واقعات 9 فضائلِ درودِ پاک
10 عقلمندوں کے لیے نصیحتوں کے مدنی پھول 11 حکایاتِ احیاء العلوم
12 کثرت سے مطالعہ کرنے والے بزرگوں کے واقعات
13 علمِ غیبِ مصطفیٰ قرآنی آیات و تفاسیر کی روشنی میں
14 آیاتِ احکام ماخوذ از تفسیر صراط الجنان 15 حکایاتِ روح البیان
16 حیاتِ انبیاء پر عمدہ دلائل 17 سود کی تباہ کاریاں
18 امام اعظم کی ذہانت کے 200 واقعات 19 صفر کا مہینہ ہرگز منحوس نہیں
20 اخلاقِ مصطفیٰ قرآن کی روشنی میں 21 حضور غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کی 111 نصیحتیں
22 شانِ ولی 23 زبان کی آفات 24 خدمتِ والدین کا صلہ 25 توسل پر عمدہ دلائل
26 عدمِ سایۂ مصطفیٰ پر عمدہ دلائل 27 قیلولہ اور سائنس 28 حفظِ قرآن کے فضائل
29 عاشقانِ رسول کی قبریں 30 امام احمد بن حنبل اور معمولاتِ اہلسنت
31 ساری کثرت پاتے یہ ہیں 32 رشوت کی تباہ کاریاں 33 احادیثِ قدسیہ کے انوار
34 تخریج احادیثِ فیضانِ سنّت 35 نابالغ بچوں کے احکام و مسائل

ان شاء اللہ عنقریب آنے والے رسالوں کے نام

1 حدیثِ غدیر اور حدیثِ منزلت کی شرعی حیثیت
2 مسئلہ سماعِ موتی پر علمی و تحقیقی گفتگو
3 تلخیص رسالہ حیات الموات فی بیان سماع الاموات
4 تلخیص رسالہ الامن و العلی لناعتی المصطفی بدافع البلا
5 تلخیص رسالہ تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین

مکتبہ افکارِ رضا
MAKTABA AFKAR-E- RAZA
+923155322470
/FIQHIMASAIL2526 /SYEDKAMRAN786
+923169168614 /IAMKAMRANMADANI